

خوشبوئے حیات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8?">



حضرت امام محمد تقی دنیا کے تمام فضا ئل کے حامل تھے ،دنیا کے تمام لوگ اپنے مختلف ادیان ہونے کے باوجود آپ کی غیر معمولی صلاحیتوں سے حیرت زدہ تھے ،آپ سات سال اور کچھ مہینے کی عمر میں درجہ ٴ امامت پر فائز ہوئے ،آپ نے ایسے علوم و معارف کے دریا بہائے جس سے تمام عقلیں مہبوت ہو کر رہ گئیں ، تمام زمانوں اور آبادیوں میں آپ کی ہیبت اور آپ کی عبقری (نفیس اور عمدہ)صفات کے سلسلہ میں گفتگو ہونے لگی۔ اس عمر میں بھی فقہا اور علماء آپ سے بہت ہی مشکل اور پیچیدہ مسا ئل پوچھتے تھے جن کا آپ ایک تجربہ کار فقیہ کے مانند جواب دیتے تھے ۔ راویوں کا کہنا ہے کہ آپ سے تین ہزار مختلف قسم کے مسائل پوچھے گئے جن کے جوابات آپ نے بیان فرمائے ہیں ۔ ظاہری طور پر اس حقیقت کی اس کے علاوہ اور کو ئی وجہ بیان نہیں کی جا سکتی ہے کہ شیعہ اثنا عشری مذہب کا عقیدہ ہے کہ خداوند عالم نے ائمہ اہل بیت کو علم ،حکمت ،اور فصل الخطاب عطا کیا ہے اور وہ فضیلت عطا کی ہے جو کسی شخص کونہیں دی ہے ہم ذیل میں مختصر طور پر اس امام سے متعلق بعض خصوصیات بیان کر رہے ہیں :

آپ اپنے والد بزرگوار کی زند گی میں

امام نے اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ اور آغوش پدری میں پرورش پا ئی اور تکریم و محبت کے سایہ میں پروان چڑھے ، امام رضا آپ کو آپ کے نام کے بجائے آپ کی کنیت ابو جعفر سے پکارتے تھے ، جب مام رضا خراسان میں تھے تو امام محمد تقی آپ کے پاس خطوط لکھا کرتے تھے جو انتہا ئی فصاحت و بلاغت پر مشتمل ہوتے تھے ۔ امام علی رضا نے اپنی اولاد کو جو اعلیٰ تربیت دی ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ان کو ہمیشہ نیکی، اچھا ئی

اور فقراء کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے تھے جیسا کہ آپ نے خراسان سے اُن کے نام ایک خط میں بسم اللہ کے بعد یوں تحریر فرمایا : "میری جان تم پر فدا ہو مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض غلام نے تمہاری سواری کو باغ کے چھوٹے دروازے سے باہر نکالتے ہیں، یہ ان کی کنجو سی کی وجہ سے ہے تاکہ کوئی بھی تمہیں راستہ میں نہ ملنے پائے، لہذا میرا تمہاری گردن پر جو حق ہے اس کی بنا پر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری آمد و رفت صرف بڑے دروازے سے ہونی چاہئے، اور جب بھی تم سوار ہو کر نکلو تو تمہارے ساتھ سونے، چاندی (درہم و دینار کے سکے) ضرور ہونا چاہئیں، تاکہ جو بھی تم سے مانگے اس کو فوراً عطا کردو، اور تمہارے چچائوں میں سے جو کوئی تم سے نیکی کا مطالبہ کرے اس کو پچاس دینار سے کم نہ دینا اور تمہیں زیادہ دینے کا بھی اختیار ہے، اور اپنی پھوپھیوں کو بھی پچاس دینار سے کم نہ دینا اور زیادہ دینے کا تمہیں اختیار ہے، خدا تمہیں بہترین توفیق عطا فرمائے لہذا انفاق کرتے رہو اور خدا کے سلسلہ میں کسی طرح کے بخل کا خیال مت کرو۔" کیا آپ نے اس عظیم الشان تربیت کا اندازہ لگایا ہے جس میں شرافت و کرم بالکل نمایاں و آشکار ہے؟ امام رضا نے اپنے فرزند ارجمند کے دل کی گہرا ئیوں میں مکارم اخلاق اور اچھے اخلاق کو بھر دیا ہے تاکہ وہ اپنے جد کی امت کے لئے اسوئہ حسنہ یا نمونہٴ عمل بن سکیں۔

خاندان نبوت کا اعزاز و اکرام

خاندان نبوت و رسالت امام محمد تقی (جبکہ آپ بالکل نو عمر ہی تھے) کے ذریعہ عزت و شرافت و بزرگی میں اور چند قدم آگے نظر آتا ہے، اور کمسنی کے باوجود ان کی امامت و فضا ئل کے معترف ہیں جیسا کہ محمد بن حسن عمارہ سے روایت ہے : میمدینہ میں علی بن جعفر کے یہاں تھا اور دو سال سے آپ کے بھائی یعنی امام موسیٰ کاظم کے اقوال و احادیث لکھا کرتا تھا، جب ابو جعفر محمد بن علی رضا مسجد النبی میں داخل ہوئے تو علی بن جعفر نعلین اور ردا ء کے بغیر آپ کے پاس پہنچے، آپ کے ہاتھوں کو چوما اور آپ کی تعظیم و تکریم کی اور امام محمد تقی نے اُن کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے عرض کیا : "اے چچا خدا آپ پر رحم فرمائے، تشریف رکھئے۔" علی بن جعفر بڑے ہی ادب اور خضوع سے یہ کہتے ہوئے جھکے : اے میرے سردار! میں آپ کے کھڑے ہوتے ہوئے کیسے بیٹھ سکتا ہوں؟ جب امام محمد تقی واپس چلے گئے تو علی بن جعفر اصحاب کے پاس آئے اصحاب نے اُن سے کہا : آپ ان کے باپ کے چچا ہیں پھر بھی اُن کی اتنی تعظیم کرتے ہیں!! علی بن جعفر نے جذبہٴ ایمانی کے انداز میں، جواب میں اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر جواب دیا، خاموش رہو کیونکہ جب خدا نے میری اس بزرگی کو امامت کے لئے مناسب نہ سمجھا اور اسی جوان کو امام قرار دیا اور اُس کو اس کے مناسب مقام پر رکھا تو میں تمہاری بات سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں بلکہ میں تو اُن کا غلام ہوں۔ یہ حدیث علی بن جعفر کے عمیق ایمان پر دلالت کرتی ہے، آپ نے اپنے اصحاب پر یہ واضح کر دیا کہ بیشک امامت انسان کی مشیت اور اس کے ارادہ کے تابع نہیں ہو سکتی، امرامامت اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یہ ایسا امر ہے جس کو خداوند عالم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے چاہے وہ عمر میں چھوٹا ہو یا بڑا۔

آپ کا زہد

امام محمد تقی اپنی ساری زندگی میں متقی و پرہیز گار و زاہد رہے، آپ نے دنیا میں اپنے آباء و اجداد کی طرح زہد اختیار فرمایا، ان ہی کی طرح زندگی بسر کی، جنہوں نے دنیا سے بے رغبتی کی اور خدا سے لو لگا ئی۔ امام محمد تقی جوان تھے اور مامون اپنے پاس آنے والے حقوق شرعیہ جن کی مالیت بہت زیادہ ہوتی تھی سب کے سب آپ کے پاس بھیج دیتا تھا آپ ان میں سے اپنے مخصوص امور کے علاوہ کچھ بھی خرچ نہیں کرتے تھے، بقیہ سب کا سب فقرا اور محروموں پر خرچ فرمادیتے تھے، حسین مکاری سے روایت ہے کہ جب امام محمد تقی کی بغداد میبانی تعظیم و تکریم دیکھی تو میں نے خود سے کہا کہ اب میں اپنے وطن واپس نہیں چلوں گا اور عنقریب بغداد میں مقیم ہو کر نعمتوں سے مستفیض ہوں گا، امام اس کے دل کی بات سے آگاہ ہو گئے اور اس سے فرمایا: اے حسین! مجھے میرے جد رسول اللہ کے حرم میں جو کی روٹی اور دلاہواموٹا موٹانمک اس سے زیادہ محبوب ہے جس کے بارے میں توسوچ رہا ہے۔۔۔" (۱) امام ملک اور سلطنت کے خواہاں نہ تھے، آپ بالکل حکومت کی طرف سے کئے جانے والے مظاہر کی کوئی پروا نہیں کرتے آپ نے ہمیشہ زہد اختیار کیا اور دنیا سے رو گردان رہے۔

آپ کی سخاوت

امام ابو جعفر لوگوں میں سب سے زیادہ سخی و فیاض تھے، اکثر لوگوں کے ساتھ نیکی کرتے اور آپ کا فقرائے ساتھ نیکی کرنا مشہور تھا اور آپ کو آپ کے بہت زیادہ کرم اور سخاوت کی وجہ سے جواد کے لقب سے نوازا گیا ہم ذیل میں آپ کی سخاوت کے کچھ واقعات نقل کر رہے ہیں : ۱۔ مورخین نے روایت کی ہے کہ احمد بن حنبل نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ حج کیلئے نکلے تو ان پر ڈاکوؤں نے حملہ کر کے ان کا سارا مال و متاع لوٹ لیا، مدینہ پہنچ کر احمد امام محمد تقی کے پاس گئے اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا تو آپ نے اُن کیلئے ایک تھیلی لانے کا حکم دیا اور اُن کو مال عطا کیا تا کہ پوری جماعت میں تقسیم کر دیں اس مال کی مقدار اتنی ہی تھی جتنا مال ان کا لوٹا گیا تھا۔ (۲) ۲۔ عتبی سے روایت ہے کہ ایک علوی مدینہ میں ایک کنیز خریدنا چاہتا تھا، لیکن اس کے پاس اتنا پیسہ نہیں تھا جس سے اس کو خرید لیا جا سکے تو اس نے امام محمد تقی سے اس کی شکایت کی امام نے اس کے مالک سے سوال کیا تو اس نے آپ کو بتایا، امام نے اس کے مالک سے مزرعہ (کھیت) اور کنیز کو خرید لیا، علوی نے کنیز کے پاس پہنچ کر اس سے سوال کیا تو اس نے بتایا کہ اس کو خریداجا چکا ہے لیکن نہیں معلوم اس کو مخفی طور پر کس نے خرید لیا، علوی نے امام کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز میں عرض کیا۔ فلاکنیز فروخت کردی گئی ہے۔ امام نے مسکراتے ہوئے کہا : کیا تم کو معلوم ہے اس کو کس نے خرید لیا ہے ؟ اس نے جواب دیا : نہیں۔ امام اس کے ساتھ اس کھیت کی طرف گئے جس میں وہ کنیز تھی اور امام نے اس کو اس میں داخل نہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے اس میں داخل ہونے سے منع کیا چونکہ وہ اس کے مالک

کو نہیں پہچانتا تھا، جب امام نے اس سے اصرار کیا کہ تو اس نے قبول کر لیا جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس میں کنیز کو دیکھا امام نے اس سے فرمایا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ علوی کو معلوم ہو گیا کہ امام نے اس کو خرید لیا ہے۔ امام نے اس سے فرمایا: یہ کنیز 'قصر' مزرعہ غلہ اور جو کچھ اس قصر میں مال و دولت ہے سب تیرے لئے ہے، علوی خوش ہو گیا اور اس نے امام کا بڑی گر مجو شی سے شکریہ ادا کیا۔ (3) یہ امام کی سخاوت و کرم کے بعض واقعات تھے۔

آپ کے وسیع علوم

امام محمد تقی بچپن میں ہی اپنے زمانہ کے تمام علماء میسب سے زیادہ علم رکھتے تھے، بڑے بڑے علماء آپ کے مناظروں، فلسفی، کلامی اور فقہی بحثوں سے متاثر ہو کر آپ کی عظمت کا لوہا مانتے تھے، اور منتصر کے پاس جاکر آپ کے فضل و برتری کا اقرار کرتے تھے، فقہا اور علماء سات سال کی عمر میں آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور آپ کے علوم سے مستفیض ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ کی فضیلت شائع ہو گئی، مختلف بزموں اور نشستوں میں آپ کا چرچا ہونے لگا، اپنے کمال و فضل کی بنا پر آپ دنیا والوں کے لئے حیرت و تعجب کا سبب قرار پائے، جب مامون نے اپنی بیٹی کا امام سے عقد کرنے کا ارادہ کیا تو اُس نے عباسیوں کو بلایا تو انہوں نے مامون سے امام کے امتحان کا مطالبہ کیا تو مامون نے قبول کر لیا۔ اس نے امام کے امتحان کے لئے بغداد کے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو معین کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ امام کو ان کے امتحان میں ناکام کر دے اور وہ جواب نہ دے سکیں تو اس کو بہت زیادہ مال و دولت دیا جائے گا، یحییٰ اس مجلس میں پہنچا جس میں وزراء اور حکام موجود تھے سب کی نظریں امام پر لگی ہوئی تھیں چنانچہ اس نے امام سے عرض کیا: کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ سے کچھ دریافت کروں؟ امام نے مسکراتے ہوئے فرمایا: "اے یحییٰ! جو تم چاہو پوچھو!" یحییٰ نے امام سے کہا: آپ فرمائیے حالت احرام میں شکار کرنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟ امام نے اس مسئلہ کی تحلیل کرتے ہوئے اس طرح اس کی مختلف صورتیں بیان کیں اور یحییٰ سے سوال کیا کہ تم نے ان شقوں میں سے کوئی شق پوچھی ہے؟ آپ نے فرمایا: "اُس نے حدود حرم سے باہر شکار کیا تھا یا حرم میں، شکار کرنے والا مسئلہ سے آگاہ تھا یا نہیں، اس نے عمدہ شکار کیا ہے یا غلطی سے ایسا ہو گیا ہے، شکار کرنے والا آزاد تھا یا غلام، وہ بالغ تھا یا نا بالغ، اُس نے پہلی مرتبہ شکار کیا تھا یا بار بار شکار کر چکا تھا، شکار پرندہ تھا یا کوئی اور جانور تھا، شکار چھوٹا تھا یا بڑا، شکاری شکار کرنے پر نا دم تھا یا مُصر، شکار رات کے وقت کیا گیا ہے یا دن میں اور اس نے حج کیلئے احرام باندھا تھا یا عمرہ کیلئے؟"۔ یحییٰ کے ہوش اڑ گئے وہ عاجز ہو گیا چونکہ اُس نے اپنے ذہن میں اتنی شقیں سوچی بھی نہیں تھیں، مجمع میں تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند ہونے لگیں، اور سب پر یہ آشکار ہو گیا کہ اللہ نے اہل بیت کو علم و حکمت اسی طرح عطا کیا ہے جس طرح اُس نے انبیاء اور رسول کو عطا کیا ہے۔ امام محمد تقی نے اس مسئلہ کی متعدد شقیں بیان فرمائیں جبکہ ان میں سے بعض شقوں کا حکم ایک تھا جیسے شکار رات میں کیا جائے یا دن میں ان دونوں کا حکم ایک ہے لیکن امام نے اس کی دشمنی کو ظاہر کرنے اور اسے عاجز کرنے کے لئے ایسا کیا تھا چونکہ وہ آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آیا تھا۔ مامون نے اپنے خاندان والوں کی طرف متوجہ ہو کر ان سے کہا: ہم اس نعمت پر خدا کے شکر گزار ہیں، جو کچھ میں نے

سوچا تھا وہی ہوا، کیا تمہیائُن کی معرفت ہو گئی جن کا تم انکار کر رہے تھے؟ (4) جب عباسی خاندان پر اس چھوٹے سے سبن میں امام محمد تقی کا فضل و شرف اور اُن کا وسیع علم آشکار ہو گیا تو مامون نے اپنی بیٹی ام الفضل کا آپ سے عقد کر دیا۔

حقیقی ایمان

اللہ پر ایمان اس پر بھروسے اور توکل پر دلالت کرتا ہے ہم اُن میں سے ذیل میں چند نصیحتیں بیان کر رہے ہیں :

۱۔ اللہ پر اعتماد

امام محمد تقی کا فرمان ہے: جوشخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کو خوشی دکھلاتا ہے، جوشخص خدا پر توکل کرتا ہے خدا اس کو مصیبتوں سے بچاتا ہے خدا پر بھروسہ ایسا قلعہ ہے جس میں مو من ہی جا سکتا ہے خدا پر توکل کرنا برائی سے بچانے کا ذریعہ اور ہر دشمن سے حفاظت کا وسیلہ ہے۔ (5) اِن سنہرے کلمات میں جس چیز کی تمام انسانوں کو اپنی زندگی میں ضرورت ہوتی ہے وہ خالق کائنات اور زندگی دینے والے پر بھروسہ کرنا ہے جس نے اللہ پر بھروسہ کیا وہ خوشی دیکھے گا اور اللہ پر بھروسہ کرنا انسان کے امور کے لئے کافی ہے۔

۲۔ اللہ کے ذریعہ بے نیازی

امام محمد تقی نے اللہ کے ذریعہ بے نیازی اور اسی سے امید باندھنے کی دعا فرمائی: جوشخص خدا کے ذریعہ

بے نیاز ہوگا لوگ اسی کے محتاج ہوں گے، اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا لوگ اس سے محبت کر یں گے۔" (6)

۳۔ اللہ سے لو لگانا

امام محمد تقی نے اللہ سے لو لگانے کی ترغیب دلائی چونکہ خدا کا فیض اور لطف و کرم کبھی ختم نہیں ہوتا: "لیکن جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور سے لو لگا لیا خدا اس شخص پر لو لگانے والے کو غالب کردیتا ہے۔" (7)

مکارم اخلاق

امام محمد تقی نے مکارم اخلاق اور محاسن صفات پر مشتمل دعا میں فرمایا ہے: "انسان کے بہترین اخلاق کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ کسی کو اذیت نہیں پہنچاتا، اس کے کرم کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے محب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے، اس کے صبر کا نمونہ یہ ہے کہ وہ شکایت نہیں کرتا، اس کی خیر خواہی کی پہچان یہ ہے کہ وہ ناپسند باتوں سے روکتا ہے، نرمی کی پہچان یہ ہے کہ انسان اپنے دینی بھائی کی ایسے مجمع میں سرزنش نہ کرے جہاں اُس کو بُرا لگتا ہے، اس کی سچی صحبت کی پہچان یہ ہے کہ وہ کسی پر بار نہیں بنتا، اس کی محبوبیت کی پہچان یہ ہے کہ اس کے موافق زیادہ اور مخالف کم ہوتے ہیں۔" (8) امام محمد تقی نے ان بہترین کلمات کے ذریعہ حسن اخلاق اور مکارم اخلاق، سچائی قائم کرنے اور حقیقی فکر و محبت کرنے کی بنیاد ڈالی۔

آداب سلوک

امام محمد تقی نے لوگوں کے درمیان حسن سلوک اور اس کے آداب کا ایک بہت ہی بہترین نظام معین فرمایا

آپ اس سلسلہ میں یوں فرماتے ہیں : ۱۔ "تین عادتوں سے دل موہ لئے جاتے ہیں : معاشرے میں انصاف ، مصیبت میں ہمدردی ، پریشانی حالی میں تسلی "۔ (9) ۲۔ "جس شخص میں تین باتیں ہوں گی وہ شرمندہ نہیں ہوگا : جلد بازی سے کام نہ لینا ، مشورہ کرنا ، عزم کے وقت اللہ پر بھروسہ کرنا ، جو شخص اپنے بھائی کو پوشیدہ طور پر نصیحت کرے وہ اس کا محسن ہے اور جو علانیہ طور پر اس کو نصیحت کرے گویا اُس نے اس کے ساتھ برائی کی ہے "۔ (10) ۳۔ "مو من کے اعمال نامہ کی ابتدا میں اس کا حسن اخلاق تحریر ہو گا ، سعادت مند کے اعمال نامہ کے شروع میں اس کی مدح و ثنا تحریر ہو گی ، روایت کی زینت شکر ، علم کی زینت انکساری ، عقل کی زینت حسن ادب ہے ، خوبصورتی کا پتہ کلام کے ذریعہ چلتا ہے اور کمال کا پتہ عقل کے ذریعہ چلتا ہے "۔ (11) امام کے یہ کلمات حکمت ، قواعد اخلاق اور آداب کے اصول پر مشتمل ہیں ، اگر کسی شخص کے پاس صرف یہی کلمات ہوں تو آپ کی امامت پر استدلال کرنے کیلئے کافی ہیں ، ایک کمسن اپنی عمر کے ابتدائی دور میں کیسے ایسی دائمی حکمتیں بیان کرنے پر قادر ہو گیا جن کا بڑے بڑے علماء مثل لانے سے عاجز ہیں ؟

آپ کے مو عظے

ہم ذیل میں آپ کے بعض مو عظے بیان کر رہے ہیں : ۱۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں : "توبہ میں تاخیر کرنا دھوکہ ہے ، اور توبہ کرنے میں بہت زیادہ دیر کرنا حیرت و سرگردانی کا سبب ہے ، خدا سے ٹال مٹول کرنا ہلاکت ہے اور بار بار گناہ کرنا تدبیر خدا سے ایمن ہونا ہے ، خداوند عالم کا فرمان ہے : (لَا يَمُنُ مَكْرُ اللَّهِ لَا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ) (12) "۔ (13) "مکر خدا سے صرف گھاٹا اٹھانے والے ہی بے خوف ہوتے ہیں " ۲۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا : مجھے کچھ نصیحت فرما دیجئے تو آپ نے اس کو یہ بیش بہا نصیحت فرمائی : "صبر کو تکیہ بنائو ، غریبی کو گلے لگائو ، خواہشات کو چھوڑ دو ، ہوئی و ہوس کی مخالفت کرو ، یاد رکھو تم خدا کی نگاہ سے نہیں بچ سکتے ، لہذا غور کرو کس طرح زندہ رہو گے "۔ (14) ۳۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اپنے بعض اولیا کو وعظ و نصیحت پر مشتمل یہ گرانہا خط تحریر فرمایا : "ہم اس دنیا سے چلو بھر پانی لیتے ہیں لیکن جس شخص کی خواہش اپنے دوست کی طرح ہو اور وہ اس کی روش کے مطابق چلتا ہو تو وہ ہر جگہ اس کے ساتھ ہوگا جبکہ آخرت چین و سکون کا گھر ہے "۔ (15) آپ کے یہ وہ مو عظے اور ارشادات ہیں جو انسان کو اس کے رب سے نزدیک کرتے ہیں اور اس کے عذاب و عقاب سے دور کرتے ہیں ، انسان کے نفس میں ابھرنے والے برے صفات کا اتباع کرنے سے ڈراتے ہیں ، یہ برے صفات انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں ، انسان کو رذائل اور جرائم کے میدانوں میں گامزن کر دیتے ہیں ، امام محمد تقی نے اپنے وعظ و ارشادات میں اپنے آباء و اجداد کا اتباع فرمایا ہے ، یہ وہ تابناک نصائح ہیں جن کا ہم اُن کی سیرت و سوانح حیات میں مطالعہ کرتے ہیں ۔

مامون کا امام سے مسئلہ کی وضاحت طلب کرنا

مامون نے امام محمد تقی سے اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی جو آپ نے یحییٰ بن اکثم سے پوچھا تھا ، تو آپ نے یوں وضاحت فرمائی : "اگر حالتِ احرام میں حدودِ حرم سے باہر شکار کیا ہے اور شکار پرندہ ہے اور بڑا بھی ہے تو اس کا کفارہ ایک بکری ہے ، اگر یہی شکار حدودِ حرم کے اندر ہوا ہے تو کفارہ دو گنا (یعنی دو بکریاں) ، اگر پرندہ چھوٹا تھا تو دنبہ کا وہ بچہ جو ماں کا دودھ چھوڑ چکا ہو ، اگر یہ شکار حرم میں ہوا ہے تو اُس پرندہ کی قیمت اور ایک دنبہ ، اگر شکار وحشی گدھا ہے تو کفارہ ایک گائے اور اگر شکار شتر مُرغ ہے تو کفارہ ایک اونٹ ہے اگر شکاری کفارہ دینے پر قادر نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس پر بھی قادر نہیں ہے اٹھارہ دن روزے رکھے ، اگر اس نے گائے کا شکار کیا ہے تو اس کا کفارہ بھی ایک گائے ہے اگر اس کفارہ کو دینے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو نو دن کے روزے رکھے ، اگر شکار ہر ن ہے تو اس کا کفارہ ایک بکری ہے اگر وہ اس کفارہ کو دینے پر قادر نہ ہو تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر یہ بھی نہ دے سکے تو تین دن کے روزے رکھے ، یہ شکار اگر حدودِ حرم میں ہوا ہے تو کفارہ دو گنا ہوگا : (ہذیباً بالغ الکعبۃ) اگر احرام حج کا ہے تو قربانی منیٰ میں کرے گا جس طرح دوسرے جا جی کرتے ہیں اور اگر احرام عمرہ کا ہے تو کفارات کو خانہ کعبہ تک پہنچانا ہوگا اور قربانی مکہ میں ہو گی ، اور بکری کی قیمت کے مانند صدقہ دینا ہوگا ۔ اگر اس نے حرم کے کسی کبوتر کا شکار کیا ہے تو وہ ایک درہم صدقہ دے گا اور ایک درہم سے حرم کے کبوتروں کے لئے چارا خریدے گا ، بچہ کا شکار کرے تو آدھا درہم صدقہ دے گا اور اگر بیضہ توڑ دے تو ایک چوتھا ئی درہم صدقہ دے گا ، محرم کو ہر حال میں کفارہ ادا کرنا ہوگا چاہے وہ جان بوجھ کر شکار کرے یا بھول کر شکار کرے ، چاہے وہ اس مسئلہ سے واقف ہو یا ناواقف ، غلام کا کفارہ مالک کو ادا کرنا ہوگا چونکہ غلام خود بھی مالک کی ایک ملکیت ہی شمار ہوتا ہے ، اگر حالتِ احرام میں شکار کا پیچھا کرے اور شکار مرجائے تو اس کو فدیہ دینا ہوگا ، اگر اپنے اس فعل پر اصرار کرے گا تو اُس پر آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور اگر اپنے اس فعل پر پشیمان و شرمندہ ہوگا تو وہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا ، اگر وہ رات میں غلطی سے اس کا گھونسلا خراب کر دے تو اُس کو کچھ نہیں دینا ہوگا جب تک کہ وہ شکار نہ کرے ، اگر وہ رات یا دن میں اس کا شکار کر لے تو فدیہ دینا ہوگا ، اور اگر احرام حج کا ہے تو فدیہ کو مکہ پہنچانا ہوگا ۔۔۔" مامون نے اس مسئلہ کو لکھنے کا حکم دیا اس کے بعد عباسیوں سے مخاطب ہو کر یوں گو یا ہوا : کیا تم میں کوئی اس مسئلہ کا جواب دے سکتا ہے ؟ نہیں ، خدا کی قسم قاضی بھی اس کا جواب نہیں دے سکتا ۔ اے امیر المومنین! آپ بہتر جانتے ہیں ۔۔۔ آگاہ ہو جائو کیا تم نہیں جانتے کہ اہل بیت عام مخلوق نہیں ہیں ؟ رسول اللہ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی بچپن میں ہی بیعت کی ہے اور ان دونوں بچوں کے علاوہ کسی اور کی بیعت نہیں کی ہے ، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ حضرت علی نو سال کے سن میں رسول اللہ پر ایمان لائے ، اور اللہ و رسول نے ان کا ایمان قبول کیا اور ان کے علاوہ کسی اور بچہ کا ایمان قبول نہیں کیا ؟ نہ ہی رسول اللہ نے آپ کے علاوہ کسی اور بچہ کو دعوت دی ، اور کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اس ذریت میں جو حکم پہلے پر نافذ ہوگا وہی حکم آخری پر نافذ ہوگا ۔ (16) مامون ایمان لے آیا کہ ائمہ اہل بیت کا اسلام میں بہت ہی بلند و بالا مقام ہے اور اُن کے چھوٹے بڑے فضیلت میں برابر ہیں ۔ یہ بات بھی شایانِ ذکر ہے کہ جب امام محمد تقی بغداد میں تھے تو علماء اور راوی آپ کے مختلف علوم فقہ ، کلام ، فلسفہ ، قرآن کریم کی تفسیر اور علم اصول وغیرہ پر مشتمل دوروس تحریر کیا کرتے تھے ۔ (17) امام محمد تقی علیہ السلام کے پایہ علمی ، مناظرہ اور دیگر علمی اور فکری کارنامے آپ کی

نوجوانی کے ہیں شیعوں کا اس بات پر مطلق ایمان ہے کہ ائمہ اہل بیت کو اللہ نے علم و حکمت اور فضل خطاب عطا کیا ہے اور ان کو وہ فضیلت عطا کی ہے جو دنیا میں کسی کو بھی نہیں عطا کی ہے --- ہم نے امام محمد تقی کے علوم، حکمتیں اور آداب کی اپنی کتاب (حیۃ الامام محمد تقی) میں مکمل طور پر تشریح کی ہے

امام کا قتل

حضرت امام محمد تقی کی وفات فطری طور پر نہیں ہوئی بلکہ آپ کو اس معتصم عباسی نے زہر دغا سے شہید کیا، جس کے دل میں امام محمد تقی سے بغض کینہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جب وہ مسلمانوں سے امام محمد تقی کے فضائل سنتا تھا تو اس کے نتھنے پھول جاتے تھے، اس نے اپنا حسد اس ظلم کے ارتکاب سے کیا، امام محمد تقی کو شہید کرنے کا ایک دوسرا سبب ابو دائود کی شکایت بتایا جاتا ہے، جب ایک فقہی مسئلہ میں معتصم نے امام محمد تقی کا حکم تسلیم کیا اور بقیہ فقہاء کی رائے تسلیم نہیں کی اور وہ مسئلہ یہ تھا کہ ایک چور نے بذات خود اپنی چوری کا اقرار کیا، معتصم نے اس پر حد جاری کر کے معاشرہ کو پاک کرنا چاہا، اس نے فقہاء اور امام محمد تقی کو اپنے دربار میں بلا کر ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو ابو دائود سحبتانی نے کہا: تیمم کے سلسلہ میں خدا کے اس فرمان: (فامسحوا بوجوهکم وَاَیْدِیکُم) (18) کے مطابق اس کا گٹے سے ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ دوسرے فقہاء نے کہا چور کا کہنی سے ہاتھ کاٹنا واجب ہے جس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان: (وَاَیْدِیکُم اِلَی الْمَرَافِقِ) ہے۔ (19) معتصم نے امام محمد تقی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے ابو جعفر آپ کا اس بارے میں کیا فرمان ہے؟ "قوم کے علماء اس مسئلہ میں گفتگو کر چکے ہیں۔" جو کچھ انہوں نے کہا ہے اسکی وجہ سے مجھے میرے ہی حال پر رہنے دیجئے۔۔۔ معتصم نے امام محمد تقی کو خدا کی قسم دے کر کہا آپ اس مسئلہ کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں بیان کیجئے۔ "جب تو نے مجھے خدا کی قسم دیدی ہے تو میں بھی تجھے بتاتا ہوں ان سب نے سنت میں غلطی کی ہے چور کے ہاتھ کی چاروں انگلیاں کاٹ دیجئے اور ہتھیلی کو چھوڑ دیجئے۔" معتصم نے کہا: کیوں؟ امام نے فرمایا: کیونکہ رسول اللہ فرماتے ہیں اعضاء سجدہ سات ہیں، پیشانی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور دونوں پیر اگر اس کا ہاتھ گٹے سے یا کہنی سے کاٹ دیا جائے گاتو اس کے سجدہ کرنے کیلئے ہاتھ ہی نہیں رہے گا اور خدا فرماتا ہے: (وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ)، (20) یعنی یہی سات اعضاء جن پر سجدہ کیا جاتا ہے اللہ کیلئے ہیں۔۔۔ اور جو چیز اللہ کیلئے ہوتی ہے اسے قطع نہیں کیا جاتا ہے۔ امام محمد تقی کے فتوے اور استدلال سے معتصم ہکا بکارہ گیا اس نے چور کی ہتھیلی کو چھوڑ کر بقیہ انگلیاں کاٹنے کا حکم دیدیا اور بقیہ فقہاء کی رائے تسلیم نہیں کی ابو دائود غیظ و غضب میں بھر گیا، اس نے تین دن کے بعد معتصم سے آکر کہا: مجھ پر امیر المومنین کو نصیحت کرنا واجب ہے اور میں ایسی بات کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے معلوم ہے کہ جہنم میں جاؤں گا۔ معتصم نے جلدی سے کہا: وہ کیا ہے؟ امیر المومنین نے ایک مجلس میں اپنی رعیت کے تمام فقہاء اور علماء کو جمع کیا اور ان سے دینی امر کے متعلق سوال کیا تو وہ اس مسئلہ کے بارے میں جو کچھ جانتے تھے انہوں نے اس کو بتایا، اس مجلس میں اس کے اہل بیت وزیر وزرا اور نامہ نگار موجود تھے اور دروازہ کے پیچھے سے لوگ اس کی بات سن رہے تھے پھر

اس نے ایک شخص کی وجہ سے تمام فقہا کی بات رد کر تے ہوئے اس کا قول قبول کر لیا جس کو اس امت کا امام بتایا جاتا ہے اور یہ ادعا کیا جاتا ہے کہ ان کا مقام و منصب سب سے اولیٰ ہے پھر امیر فقہاء کے حکم کو چھوڑتے ہوئے اسی امام کے حکم کو نافذ کرتا ہے ؟ معتصم کا رنگ متغیر ہو گیا ، اس نے اس کی بات کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا: خداتجھے اس نصیحت کے عوض خیر عطا کرے۔ (21) معتصم بادشاہوں کو نصیحت کرنے والے اسی نام نہاد فقیہ کو امام کو قتل کرنے کیلئے بھیجا، وائے ہواس پر جو عظیم گناہ کا مرتکب ہوا اور ان ائمہ اہل بیت میسے ایک امام کو قتل کرنے میں شریک ہوا جن کی محبت کو اللہ نے ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب قرار دیا ہے۔ راویوں میں اس شخص کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کو معتصم نے امام کو قتل کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ بعض راویوں نے نقل کیا ہے کہ اس نے اپنے بعض زیروں کے بعض کاتبوں کو امام کے قتل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ایک کاتب نے امام کی اپنے گھر میں زیارت کی غرض سے دعوت کی تو امام نے انکار فرمادیا، لیکن جب اس نے بہت زیادہ اصرار کیا اور امام کے پاس اس کی دعوت قبول کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ پیرہ گیا۔ امام اس کے گھر تشریف لے گئے جب کھانا تناول کیا تو آپ نے زہر کا احساس کیا آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر اس کے گھر سے نکل آئے، (22) دوسرے راویوں نے یوہان کیا ہے کہ معتصم نے امام کی زوجہ اور اپنی بھتیجی ام الفضل کو بھکیا کہ اگر وہ امام کو زہر دیدے گی تو میسایس کو اتنا مال دونگا۔ (23) بہر حال زہر اپنا کام کر گیا۔ امام کو سخت تکلیف ہونے لگی، آنتیں کٹ گئیں، عباسی حکومت کے عہدیداروں نے صبح کے وقت بیماری کی وجہ معلوم کرنے کی غرض سے احمد بن عیسیٰ کو بھیجا (24) موت امام کے قریب ہو رہی تھی حالانکہ ابھی آپ نے عنفوان شباب میں ہی قدم رکھا تھا۔ جب آپ کو بالکل موت کے قریب ہونے کا یقین ہو گیا تو آپ نے قرآن کریم کے سورہ کی تلاوت کرنا شروع کر دیا اور آخری دم تک تلاوت کرتے رہے، آپ کی موت سے دنیائے اسلام کے قائد و امام کا نور ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ امام کی موت سے رسالت اسلامیہ کا وہ صفحہ بند ہو گیا جس نے فکر کو روشنی بخشی اور علم و فضل کی زمین کو بلندی عطا کر کے اسے منور کیا۔

آپ کی تجہیز و تکفین

امام محمد تقی کو غسل و کفن دیا گیا اور یہ تمام امور امام علی نقی علیہ السلام نے انجام دئے نماز جنازہ پڑھائی (۴) اس کے بعد آپ کے جنازہ کو بڑی ہی شان و شوکت سے قریش کے مقبرہ تک لایا گیا آپ کے جنازہ میں جم غفیر نے شرکت کی جس میں وزراء، گُٹاب اور عباسی و علوی خاندان کے بڑے بڑے عہدیدار ۴۔ نورالابصار، مؤلف مازندرانی صفحہ ۲۷۶۔ منتهی الآمال قمی، جلد ۲، صفحہ ۴۵۲۔ مرآة الجنان، جلد ۲، صفحہ ۸۱ میں آیا ہے کہ واثق ابن معتصم نے بھی نماز جنازہ ادا کی۔ اور نزہۃ المجلس، جلد ۲، صفحہ ۱۱۱ میں آیا ہے کہ واثق اور معتصم نے جلدی سے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھی۔ پیش پیش تھے، وہ بڑے حزن و الم سے کہہ رہے تھے کہ عالم اسلام خسارہ میں ہے۔ آپ کا جسد اطہر مقابر قریش تک پہنچا اور آپ کے جد بزرگوار امام موسیٰ بن جعفر کی قبر مطہر کے پہلو میں دفن کر دیا گیا آپ کے ساتھ ہی انسانی اقدار کا قوام اور بلند و بالا اسوہ حسنہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔

امام کی عمر

آپ کی عمر ۲۵ برس تھی، آپ سن کے اعتبار سے تمام ائمہ میں سب سے کم عمر تھے ، اور آپ نے اپنی یہ چھوٹی سی عمر لوگوں کے درمیان علم و فضل اور ایمان کو نشر کرنے میں صرف کردی۔

.....

- ۱۔ حیاۃ الامام محمد تقی ، صفحہ ۷۵۔
- ۲۔ وافی بالوفیات ، جلد ۴، صفحہ ۱۰۵۔
- ۳۔ مرآۃ الزمان، جلد ۶ صفحہ ۱۰۵۔
- ۴۔ الارشاد، صفحہ ۲۶۱۔ وسائل، جلد ۹، صفحہ ۱۸۷، وغیرہ۔
- ۵۔ فصول مہمہ ابن صباغ، صفحہ ۳۷۳۔
- ۶۔ جوہرۃ الکلام، صفحہ ۲۵۰۔
- ۷۔ حیاۃ الامام محمد تقی ، صفحہ ۱۰۵۔
- ۸۔ در تنظیم صفحہ ۲۲۳۔ الاتحاف بحب الاشراف، صفحہ ۷۷۔
- ۹۔ جوہرۃ الکلام، صفحہ ۱۵۰۔
- ۱۰۔ الاتحاف بحب الاشراف، صفحہ ۷۸۔
- ۱۱۔ ایضاً
- ۱۲۔ سورئہ اعراف، آیت ۹۹۔
- ۱۳۔ تحف العقول، صفحہ ۴۵۶۔
- ۱۴۔ تحف العقول، صفحہ ۴۵۶۔
- ۱۵۔ تحف العقول، صفحہ ۴۵۶۔
- ۱۶۔ تحف العقول، صفحہ ۴۵۲۔ وسائل الشیعہ، جلد ۹ صفحہ ۱۸۸۔ یہ مکالمہ ارشاد، صفحہ ۳۱۲ میں مختصر طور پر نقل ہوا ہے۔
- ۱۷۔ اس سلسلہ میں رجوع کیجئے: عقیدۃ الشیعہ، صفحہ ۲۰۰، حیاۃ الامام محمد تقی ، صفحہ ۲۵۷۔
- ۱۸۔ سورئہ نساء، آیت ۴۳۔
- ۱۹۔ سورئہ مائدہ، آیت ۶۔
- ۲۰۔ سورئہ جن، آیت ۱۸۔
- ۲۱۔ تفسیر عیاشی، جلد ۱، صفحہ ۳۱۹۔ برہان جلد ۱، صفحہ ۴۷۱۔ بحار الانوار، جلد ۱۲، صفحہ ۹۹۔ وسا ئل الشیعہ، جلد ۱۸، صفحہ ۴۹۰۔ حیاۃ الامام محمد تقی ، صفحہ ۲۷۰۔
- ۲۲۔ تفسیر عیاشی، جلد ۱، صفحہ ۳۲۰۔ بحار الانوار، جلد ۱۲، صفحہ ۹۹۔ برہان، جلد ۱، صفحہ ۴۷۱۔
- ۲۳۔ نزہۃ الجلیس، جلد ۲، صفحہ ۱۱۱۔ مناقب، جلد ۴، صفحہ ۳۹۱۔
- ۲۴۔ ارشاد، صفحہ ۳۶۹۔